اسلام کا عائلی نظام

سائرہ سکندر (پاکستان) - حسین علوی مہر (ایران)[۱]

اشاریہ:

خداوند عالم نے انسان کو خلق کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسکے لئے قوانین وضع کیئے تا کہ انسان اپنی حیات کو تنظیم دے سکے، یہ قوانین انسان کے تمام امورِ زندگی پر حاکم ہیں، اس قانون گذاری کا ھدف و مقصد انسان کی ہدایت کر کے ابدی سعادت، قربِ خدا سے ہمکنار کرنا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں گھر اور معاشرے کی تامین کے لیئے جو قوانین بیان ہوئے ہیں انکا مقصد بھی انسان کی فلاح اور رشد ہے، آنے والے مباحث میں اس چیز کو بیان کیا گیا ہے کہ انسان کس طرح اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کرے؟ اور کس طرح ایک بہتر اور مستحکم خانوادے کی بنیاد قائم کرے؟ کن معیارات کو نظر میں رکھتے ہوئے مناسب ہمسر کا انتخاب کرے؟؟

عصر جدید، میں ہمارا معاشرہ، بہت سارے افکار میں مغربی تمدن اور ثقافت سے متاثر ہے اور اپنے دینی اقدار کو پسِ پشت ڈال دیا ہے، ہمارے معاشرے کی اہم ترین بنیاد خاندان بھی انہی مسائل کا شکار ہے، انسانی روابط و تعلقات میں بے راہ روی کے باعث گھریلو زندگیاں بھی ہرج و مرج کا شکار ہو چکی ہیں۔ اور آج اس چیز کی ضرورت ہے کہ انسان اس اہم مسئلے کے عوامل اور انکے حل کی جانب متوجہ ہو تا کہ گھریلو زندگی کے مسائل حل ہو سکیں اور معاشرے کی اصلاح و بہبود کے لئے زمینہ سازی ہو سکے۔

ان مباحث کو مطرح کرنے کے اھداف: نا محرم کے ساتھ آزادانہ اور مخفیانہ روابط کے عوامل اور نتائج سے آگہی۔ شادی سے قبل اپنی حفاظت کے طریقوں سے آگہی۔ شادی کی راہ میں رکاوٹ کے عوامل اور انکا راہِ حل۔ بہترین شریک حیات کے انتخاب کے معیارات اور مناسب طریقۂ کار۔

بنیادی الفاظ: اسلام، نظام، معاشرہ، عائلی، گھریلو زندگی.

---

۱. استاد یار جامعہ المصطفیٰ العالمیہ.

مقدمہ

خداوند عالم نے انسان کو خلق کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسکے لئے قوانین وضع کیئے تا کہ انسان اپنی حیات کو تنظیم دے سکے، یہ قوانین انسان کے تمام امورِ زندگی پر حاکم ہیں، اس قانون گذاری کا ھدف و مقصد انسان کی ہدایت کر کے ابدی سعادت، قربِ خدا سے ہمکنار کرنا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں گھر اور معاشرے کی تامین کے لیئے جو قوانین بیان ہوئے ہیں انکا مقصد بھی انسان کی فلاح اور رشد ہے، آنے والے مباحث میں اس چیز کو بیان کیا گیا ہے کہ انسان کس طرح اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کرے؟ اور کس طرح ایک بہتر اور مستحکم خانوادے کی بنیاد قائم کرے؟ کن معیارات کو نظر میں رکھتے ہوئے مناسب ہمسر کا انتخاب کرے؟؟

نوجوانوں کی بنیادی ضروریات

نوجوانوں کی ضروریات انھیں تحریک اور جدو جہد کی طرف مائل کرتی ہیں، یہ ضروریات مختلف طرح کی ہو سکتی ہیں مثلاً تندرستی، امنیت اور محبت جیسی ضروریات وغیرہ۔ نوجوانوں کی اہم ترین ضروریات میں سے ایک، جو وہ اپنے اندر محسوس کرتے ہیں کسی جنس مخالف کا ساتھ ہے اور یہ ایک ایسی ضروریات ہے جسکی درست رہنمائی ہونی چاہیئے یہ ساتھ اور ہمراہی، دوسری کئی مختلف ضروریات کو پورا کرنے کا سبب بنتی ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

ا۔ عاطفی ضروریات:

تمام انسان جس طرح ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح محبت کرنے اور محبت کئے جانے کے بھی محتاج ہوتے ہیں (احمدی، روابط دختر و پسر، ص: ۲۸)، مزلو (Abraham (Harold) maslaw) نامی ماہر نفسیات نے انسان کی ضروریات کے سلسلے کو بیان کرتے ہوئے، وابستگی، لگاؤ اور محبت کو انسان کی تیسری بنیادی ضرورت قرار دیا ہے۔ جو ایک دوست کے ہمراہ روابط یا ہمسر یا گروہ کی شکل میں اجتماعی روابط کی ذریعے پوری ہو سکتی ہے۔ (پی شولتز و آلن شولتز، نظریہ ھای شخصیت، ص: ۳۴۹)

موری (Henry munry) نسان کی بیس قسم کی ضروریات کو مجموعی طور پر بیان کرتے ہوئے اس نکتے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان کو ایسے فرد کے باہم میلاپ اور اتحادِ عمل کی ضرورت ہوتی ہے جو اس سے

شباہت رکھتا ہو یا اسے چاہتا ہو۔ (پی شولتزوآلن شولتز، نظریہ ھای شخصیت، ص: ۲۳۲)
جنسِ مخالف کی بالنسبت یہ عاطفی ضروریات، بالخصوص جوانی میں اپنے اوج اور بلندی پر ہوتی ہیں تعلیمات اسلامی میں اس ضرورت کو ازدواج کی شکل میں پورا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۲۔ جنسی ضرورت:

زندگی کی اہم ترین ضروریات میں سے ایک جنسی عزیزے سے کی تسکین ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو چیز اس بنیادی ضرورت کو پورا کرتی ہے وہ شادی ہے۔ اگر اس ضرورت یا ضرورت عاطفی کو شادی کے علاوہ کسی اور وسیلے سے پورا کیا جائے تو یقیناً لڑکے، لڑکیوں کو بہت ساری مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایسی مشکلات جنکا جبران کرنا، نہ صرف یہ کہ مشکل بلکہ بعض دفعہ ناممکن ہو جا تا ہے۔ ان مشکلات میں سے بعض کی جانب ہم مختصر اشارہ کریں گیں۔

i۔ جنسِ مخالف سے ارتباط قائم کرنے کی آفات ومشکلات

چونکہ غریزہِ جنسی بہت قوی ہے اور اپنے اندر ذھنی، عاطفی، نفسیاتی اور دوسرے کئی پہلوؤں کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ لہٰذا بعض افراد ان سب کی تامین کے لئے ایسے راستوں پر چل پڑتے ہیں کہ جو انہیں غلط کاری کی جانب ڈھکیل دیتے ہیں۔ ان غلط کاریوں میں جنسِ مخالف کے ساتھ دوستی اور آزادانہ روابط شامل ہیں۔ اس حصے میں دو اہم طریقہ عمل کے نتائج کے حوالے سے گفتگو کریں گیں۔

ایک: جنس مخالف کے ساتھ دوستی

جنسِ مخالف کے ساتھ دوستی اور ارتباط کا آغاز چاہے، کم مدت کے لئے ہو یا زیادہ مدت کے لئے، مختلف سطحوں پر انجام پاتا ہے۔ جوانی میں لڑکے اور لڑکیوں کا جنسِ مخالف کی طرف رغبت رکھنا انکے اندر شدید قسم کے ہیجان اور غریزے کے آغاز کا سبب بن سکتا ہے۔

جنسِ مخالف کے ساتھ اس قسم کی دوستی جو ہوس پر مبنی ہو اور جنسی ردِ عمل کا باعث ہو، قرآن میں اسکی بہت زیادہ سرزنش اور توبیخ کی گئی ہے۔ خداوند عالم نے قرآن مجید میں مُتَّخِذِی اُخْدَان (سورہ مائدہ ۵) اور مُتَّخِذات اخذان (سورۃ نساءَ: ۲۵) (جنسی مخالف کے ساتھ دوستی کرنے والے/ والیاں) کے عنوان سے، لڑکے اور لڑکیوں کو ہوس آلود دوستوں سے خبر دار کیا ہے۔ اور اس سلسلے میں ارشاد فرماتا ہے۔
وَمَنۡ يَكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (سورۃ مائدہ: ۵)

"جس نے ایمان کا انکار کیا پس یقیناً اسکے اعمال ضایع ہو گئے اور آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔"

اس آیۃ کے مطابق ایسے جوان اگر چہ اہل ذکر اور نماز گذار ہوں، اس جہت سے کہ اپنے ایمان کے لازم میں پابند نہیں ہیں، انکے نیک اعمال غارت ہو جائیں گی اور آخرت میں یہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہونگیں۔

جنس مخالف کے ساتھ دوستی کے اسباب:

جنس مخالف کے ساتھ دوستانہ روابط معمولاً کئی اسباب کی بنا پر صورت پذیر ہوتے ہے۔ ان میں سے چند عوامل کا تذکرہ یہاں کریں گیں۔

۱۔ علمی یا اجتماعی مشارکت: اس طرح کے روابط میں لڑکے لڑکیوں کا رابطہ فقط انسانی روابط کی حد تک ہوتا ہے، بجائے اسکے کہ کوئی نفسیاتی رجحان پایا جاتا ہو۔ اس طرح کے روابط تدریس یا ذاتی کاموں کی حدود سے بڑھ کر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ مثلاً نامحرم مرد و خواتین کسی اداری کام کے پیش نظر جلسات منعقد کرتے ہیں، نہ کہ ذاتی ملاقات کی نیت سے، اسکے علاوہ اگر دونوں میں سے کوئی بھی ایک یہ محسوس کرلے کہ دوسرا افرد ہوس آلود روابط قائم کرنا چاہتا ہے تو ارتباط کو ختم کر دیتا ہے۔

۲۔ شریک حیات کا انتخاب: بعض اوقات کچھ افراد مناسب شریک حیات کے انتخاب کی خاطر جنس مخالف کے ساتھ دوستانہ روابط قائم کرتے ہیں۔

۳۔ جنس مخالف کو پہچاننا: بعض جوان اس ہدف کے تحت جنس مخالف کے ساتھ دوستی قائم کرتے ہیں کہ انکی خصوصیات سے آشنائی ہو سکے۔ تا کہ مستقبل میں شادی کی صورت میں اپنے شریک حیات کے ساتھ اس شناخت کی بنیاد پر تعلقات استوار کر سکیں۔

(الف): جبکہ ماں باپ، بہن بھائی اور دوسرے رشتیداروں میں سے جو جنس مخالف ہیں، انکی خصوصیات پر توجہ کرنے سے بھی، جنسِ مخالف کی خصوصیات سے آشنائی ممکن ہے۔ اس موضوع سے مربوط کتابوں کے مطالعہ کے ذریعے بھی اس امور میں دقیق تر اور مفید تر معلومات حاصل کی جا سکتی ہے۔

(ب): جنس مخالف سے تعلق رکھنے والے دوستوں میں سے ہر ایک شخصی خصوصیات رکھتے ہیں اور یقیناً مستقبل کے شریک حیات کی خصوصیات، انکی خصوصیات سے مختلف ہونگیں۔ اسی بنا پر جنس مخالف کے ساتھ دوستی کے تجربے کے وسیلے سے مستقل کے شریک حیات کے ساتھ روابط استوار نہیں کئے جا سکتے۔ اسکے علاوہ

جنس مخالف کے ساتھ اس طرح کے بے نتیجہ رابطے سے نہ صرف یہ کہ کوئی اہم تجربہ حاصل نہیں ہوگا، بلکہ زیادہ تر نقصان ہی پائے جاتے ہیں۔

بالخصوص اس وقت جب مستقبل کا ہمسر اس طرح کے دوستانہ اور مخفیانہ روابط کے تجربات سے واقف ہونے کے بعد ہرگز اس سے شادی کے لئے راضی نہیں ہوسکتا / سکتی۔

۴۔ محبت کی کمی: محبت کی کمی یا درست طریقے سے عاطفی احساسات کی تامین نہ ہونے کی وجہ سے لڑکے لڑکیاں جنس مخالف کے ساتھ بے نتیجہ دوستیوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ اکثر ان گھرانوں کے بچوں میں پایا جاتا ہے جو گھرانے معمولاً جھگڑوں اور اختلافات سے دوچار رہتے ہیں۔

۵۔ احساس قدرت: بعض لڑکیاں لڑکوں کے دل کو اپنی طرف مائل کرنے اور بعض لڑکے، لڑکیوں پر غلبہ پانے سے قدرت کا احساس کرتے ہیں۔ اس طریقے سے جنس مخالف کے فرد سے تسکین و اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ بعض افراد جنس مخالف سے روابط برقرار رکھتے ہیں کیوں کہ ایسا کرنے سے وہ اپنے دوستوں کے درمیان خاص مقام اور رتبے کا احساس کرتے ہیں اور اپنے آپ کو قدرتمند فرض کرتے ہیں۔

۶۔ مشکلات سے فرار: کچھ افراد اپنی زندگی کے مسائل سے فرار کی خاطر منطقی حل ڈھونڈنے کے بجائے جنس مخالف کے ساتھ اچھا وقت گزارنے کی طرف رخ کرتے ہیں۔

۷۔ سرد اور اکتاہٹ بھری زندگی: اس طرح کے روابط چونکہ خصوصی ہیجان کے ہمراہ ہوتے ہیں لہٰذا بعض افراد جو اپنی زندگی میں کوئی ہدف نہیں رکھتے اور روز وشب کو بیکاری میں گزار رہے ہوتے ہیں، ان روابط میں موجود جوش وخروش اور ہیجان کے ذریعے اپنی اس یک طرفہ اور اکتاہٹ بھری زندگی سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۸۔ انٹرنیٹ اور چینلز کے زیر اثر: انٹرنیٹ اور ٹی وی چینلز پر نشر ہونے والی بعض غیر اخلاقی فلمیں اور سائٹز Sites)) کا استعمال جنس مخالف کے ساتھ نامناسب روابط برقرار رکھنے کا سبب بنتا ہے۔

۹۔ جنسی لذت: بعض لڑکے لڑکیاں جنسی لذت کے حصول کی خاطر جنس مقابل کے احساسات سے فائدہ اٹھانے اور انکے ساتھ رابطہ رکھنے کی جانب گامزن ہوتے ہیں۔

۱۰۔ خاندانی تربیت: بعض گھرانوں میں جنس مخالف کے ساتھ نامناسب روابط رکھنا ایک عادی فعل ہوتا ہے، جسکے نتیجے میں اس گھر کے بچے انہی آداب کے مطابق تربیت حاصل کرتے ہیں۔

جنس مخالف کے ساتھ دوستی کے نتائج:

اگرچہ جنس مخالف کے ہمراہ دوستی کرنے سے عارضی مدت کے لئے خوشی، ہیجان اور لذت ملتی ہے، لیکن اس طرح کے روابط سے پیش آنے والے نقصانات کو عقل ہرگز تسلیم نہیں کرتی، ان نقصانات میں سے بعض یہاں ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ فکری تمرکز میں عدم توازن: جنس مخالف کے ساتھ روابط، تحصیلِ علم کے دوران انسان کی فکر کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ دورانِ تحصیل طلبگی کی آفات میں سے ایک اہم عامل، مخالف جنس کے ساتھ وابستگی کے احساس میں مبتلا ہونا ہے۔

۲۔ اضطراب کا سبب: اس طرح کے روابط معمولاًپوشیدہ طریقے سے اور اضطراب کے ہمراہ ہوتے ہیں ۔زیادہ عرصے تک جاری رہنے والا یہ اضطراب انسان کو ارادے کی ناپختگی اور دوسرے کئی مسائل میں جھونک دیتا ہے ۔

۳۔ روحی تکلیف کا باعث: اس طرح کی دوستیاں دائمی نہیں ہوتیں کیونکہ طرف مقابل اپنی طرف سے کس قسم کی وعدہ وفائی کرنے کی حامی نہیں بھرتا لٰہذا ممکن ہے یہ فرد کسی دوسرے پر کشش اور جاذب فرد کی وجہ سے اپنے اس دوست کو چھوڑدے۔ نتیجتاً ابتدائی مہینوں میں تو اس طرح کے روابط ہیجان اور خوشی کو اپنے اند رسموئے ہوئے ہوتے ہیں مگر کچھ ماہ کے بعد ان روابط کی بالنسبت فکر و پریشانی لاحق ہو جاتی ہے اور یہ احساس حقارت کہ انسان، دوسرے کے ہاتھوں تماشہ یا کھلونا بن چکا ہے، دونوں یا کسی ایک فرد کی روحی وروانی پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔

۴۔ اعتماد میں کمی / ضعف: معمولاً اس طرح کے روابط میں ایک دوسرے کی نسبت عدم اعتمادی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ دونوں یہی گمان کرتے رہتے ہیں کہ جتنی آسانی سے یہ روابط تشکیل پایا ہے۔اس سے بڑھ کر دوسرے روابط بھی تشکیل پا سکتے ہیں یا بن چکے ہونگے۔

۵۔ حمایت کی کمی: یہ روابط اگر آشکار ہوں تو اجتماعی اور خاندانی راہ و رسم سے ٹکراؤ کے باعث، ان کو حمایت حاصل نہیں ہوتی، بلکہ بعض اوقات دوسری نوعیت کی خاندانی اور اجتماعی حمایتیں بھی انسان سے سلب ہو جاتی ہیں۔

۶۔ کامیاب ازدواجی زندگی کے چانسز میں کمی: وہ لڑکے لڑکیاں جو جنس مخالف کے ساتھ دوستی میں مبتلا

رہے ہیں۔ معمولاً انکی ازدواجی زندگی کی کامیابی کے چانسز بہت کم ہوتے ہیں۔ اس کے نقصانات بالخصوص لڑکیوں کے لئے زیادہ ہیں۔ کیونکہ اکثر جوان اگرچہ خود کئی لڑکیوں کے ساتھ روابط میں رہے ہوں مگر پھر بھی شادی کے لیے ایسی لڑکی کی تلاش میں ہوتے ہیں جس نے ہر گز کسی دوسرے مرد کی جانب رخ نہ کیا ہو۔

۷۔ ناپائیدار شادیوں کی تعداد میں اضافہ: ان دوستیوں میں، اکثر اوقات لڑکے لڑکی کے روابط، ظاہری شکل و صورت کی کشش اور جاذبیت کی بناپر استوار ہوتے ہیں، نہ کہ اس رفاقت اور ساتھ کی بناپر، جو ایک کامیاب ازدواجی زندگی کی بنیادی شرط ہے۔ دوسری جانب سے دو افراد کا احساساتی رابطہ وابستگی پر ہی ختم ہوتا ہے اور نقائص کو نہیں دیکھتا۔

لیکن جب یہ ہیجان اور رغبت کم ہوتی ہے تو نقص نمایاں ہونے لگتے ہیں، اور اسکا انجام یہ ہوتا ہے کہ شادی کے لئے رغبت اور رضامندی میں کمی واقع ہوتی ہے اور گہرے اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ امریکا میں کی جانے والی ایک تحقیق کے مطابق 100 پسند کی شادیوں میں سے ۹۳ فیصد کو دردناک طریقے سے ناکامی کا سامنا ہوتا ہے۔ فرانس میں بھی ہر پسند کی شادی اوسطاً تین ماہ ہی چلتی ہے۔ (کی نیا، مبانی جرم شناس، ج۲، ص: ۸۰۸)

۸۔ لڑکیوں کے لیئے آفات و مشکلات: ان دوستیوں میں عشق کو بہ معنیٰ ہوس سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ عشق، ایک دوسرے کا احترام کرنا، اعتماد، وعدہ وفائی، محبت، برداشت، مدد، ھمدلی، اور ایک دوسرے کو درک کرنے کا نام ہے۔ لیکن ہوس پرستی میں اظہارِ محبت ہر گز سچا اور گہرا نہیں ہوتا اور انسان فقط جنسی روابط کے پیچھے لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ان دوستیوں میں اگرچہ پہلے پہل فقط دوستانہ روابط ہوتے ہیں مگر لڑکیاں اپنے وجود کی سب سے قیمتی چیز کو ہاتھ سے گنوادیتی ہیں اور بے آبرو ہو جاتی ہیں۔

۹۔ گناہ کا مرتکب ہونا: یہ روابط حرام اور گناہ آلود ہیں، گناہ کی لذت ختم ہو جاتی ہے مگر خدا کا عذاب و عقاب باقی رہتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اے لوگوں! تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ تقویٰ پر صبر کرنا آسان تر ہے عذاب الٰہی پر صبر کرنے سے“۔ (ابن شعبہ حرانی، تحف العقول، ص۲۲۰)

جنسِ مخالف کے ساتھ طرزِ عمل کا ہنر اگر اس بات کو محسوس کریں کہ جنس مخالف کے کسی شخص میں دلچسپی

لینے لگے ہیں۔ شدید نفسیاتی رغبت اور کشش کے باوجود اسکے ساتھ روابط میں حرمت الٰہی کی پاسداری کریں اور اس روایت کو یاد رکھیں؛اس جوان کی وجہ سے، کہ جو خدا کی بندگی کرتا ہے، خداوند عالم اپنے فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے۔اور کہتا ہے، میرے بندے کو دیکھو کہ جو میری خاطر اپنی نفسانی خواہشات سے چشم پو شی کیئے ہوئے ہے"۔ (نھج الفصاحہ، ص ۳۰۴، ح ۲۳۶۷)

پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جو کوئی عاشق ہو جائے اور اپنے عشق کو پنھاں رکھے اور عفت کو شیوہ بنائے اور صبر کرے تو خدا اسے بخش دے گا اور اسے بہشت میں داخل کرے گا۔ (بھایی، منھاج النجاح، مقدمہ ۲، ص۸۷)

''جنس مخالف کے ساتھ آزادانہ روابط اور اسکے نتائج''

یہ روابط جنسی، انسان کے ارادہ، رغبت اور طرف مقابل کی رضایت کی بناپر استوار ہوتے ہیں اور چونکہ لڑکے لڑکی کی باہمی رضامندی کے علاوہ دوسری کوئی پابندیاں و حدود کی اس میں گنجائش نہیں ہوتی، بناپر این، ان روابط کو، جو ازدواجی ڈہانچے سے خارج ہیں قبول کیا جاتا ہے۔ جنس مخالف کے ساتھ اس طرح کے روابط کے نتیجے میں بہت ساری مشکلات اور آفات روبرو ہوتی ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ نفسیاتی مشکلات:

غریزہ جنسی کو پورا کرنے کے لئے افراط اور زیادہ روی سے نہ فقط یہ کہ غریزہ کاملاً پورا نہیں ہوتا بلکہ آفات و مشکلات کو بڑہا دیتا ہے شہید مطہری کی تعبیر میں۔ ''اس مورد میں جتنا زیادہ آشکار کیا جائے، ہوس و رغبت میں اتنا ہی اضافہ ہوتا جاتا ہے''۔

کیونکہ کوئی بھی دل ہوس سے سیر نہیں ہوتا اور نامحدود چیز کا تقاضا بذاتِ خود، انجام ناپذیر ہے۔ ہمیشہ ایک طرح کا احساس محرومی اور تمناؤں کا پورا نہ ہونا یہ انسان کی روح میں ایک خلا چھوڑ دیتا ہے اور سر انجام نفسیاتی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔

۲۔ پاک دامن عورتوں کو اذیت پہچانا: آزاد روابط کی اکثر مشکلات سے خواتین ہی دوچار ہوتی ہیں۔ معروف Italian ماہر نفسیات خانم جینالمبروزو کہتی ہیں۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ غریزہ جنسی کو آزاد چھوڑنا چاہیئے اور جو کوئی بھی لذت جنسی و ہوس رانی کا اشتیاق رکھتا ہے اپنی خواہاشات کی پیروی میں اسے آزاد و سرکش ہونا چاہیئے، اگرچہ بظاہر یہ طلب پرکشش ہے مگر

عورتوں کے لئے یہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ فریبکار عورتیں باآسانی دوسروں کے شوہروں پر تسلط حاصل کر لیتی ہیں اور پارسا عورتیں اپنے شوہروں کو گنوا دیتی ہیں وسرانجام، ان آزادانہ روابط سے، مردوں کے سامنے خود نمائی کرنے والی خواتین کے حصے میں بہت ہی ناچیز کامیابی تو آجاتی ہے مگر اسکے بدلے میں وہ خواتین کہ جو ممتا کا جذبہ اور بلند اجتماعی تمنائیں رکھتی ہیں، نقصان و تباہ کاری کا شکار ہو جاتی ہیں۔ خوبصورت خواتین کے لئے ہرگز مناسب نہیں ہے کہ بعض مشخصات کی خاطر خود کو قربان کر دیں، دنیا کا عمومی قانون بھی یہی ہے کہ تھوڑی سی لذت کی خاطر، اکثریت کی مصلحت اور فائدے کو قربان نہیں کرنا چاہیئے کوئی شک نہیں ہے کہ بہترین راستہ وہی ہے جو ہمارے گذشتگان نے انتخاب کیا تھا یعنی ازدواج"۔

۳۔ عاطفی آفات کا ظاہر ہونا: عاطفی ضروریات کی تکمیل کی خواہش کو کنڑول میں اور قانوں کے تحت ہونا چاہیئے۔ مرد و زن کے آزادانہ احساساتی و عاطفی معاملات کی وجہ سے کتنی ہی انفرادی اور اجتماعی مشکلات ایجاد ہوتی ہیں۔ ایور مورش، احساسات کے اظہار میں تحت قانون رہنے کے لازمی ہونے کے حوالے سے کہتے ہیں کہ: "جامعہ باید اظہار عواطف را بہ سامان در آورد و ھر فرد بفھمد کہ مھار خود قبول مشولیت در قبال حالات عاطفی زقدر اھمیت دارد"۔ جب بھی اس طرح کے ناپائدار اور بنا کسی معین ہدف والے آزادانہ روابط قائم ہوتے ہیں تو معمولاً طرفین میں سے ہر ایک جب چاہے، دوسرے کے احساسات کا خیال کئے بنا، ان کو ختم کر دیتا ہے اور یہ عمل اپنے ہمراہ ناقابل جبران صدمات کو ہمراہ لئے ہوئے ہوتا ہے۔

Meyمعتقد ہیں: عشق کے مراحل ہوتے ہیں ان میں سے نفسیاتی رغبت ہے کہ جو عزیز شخص کے ساتھ (متصل) ہونے کے ذریعے وجود میں آتی ہے۔ دونوں شریک حیات مستقل رابطے اور وحدت کے زیر سایہ خوشی اور مسرت کو تجربہ کرتے ہیں کیونکہ انسان رغبت کے بغیر وحدت کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔

خانم لمبروز بھی تاکید کرتی ہیں۔ "دنیاوی عشق میں مرد یہ چاہتا ہے کہ عورت کا دل پہلی دفعہ اسی کے جانب مائل ہوا ہو اور یہ وہ پہلا انسان ہو کہ جس نے اسکے دل میں جگہ لی ہو۔ اور عورت یہ آرزو رکھتی ہے کہ وہ آخری ہستی ہو جس نے مرد کے دل میں رسوخ کیا ہو اور اس پناہ گاہ میں ہمیشہ کے لیئے براجمان ہوئی ہو"۔

یہ امر جنس مخالف کے ساتھ آادانہ روابط سے کاملاً منافات رکھتا ہے۔ اس طرح کے روابط کے نتیجے میں لڑکے اور لڑکی کے درمیان احساساتی وابستگی پیدا ہو جاتی ہے اور ایک مدت تک وابستگی کے بعد جدائی کا امکان، نفسیاتی طور پر سخت اور مشکل ترین ہوتا ہے اس طرح کے حالات میں نوجوان سخت افسردگی کا شکار ہو جاتے ہیں

ایک طرف بہت سے موارد میں دونوں یا ایک فریق ان روابط میں استمرار چاہتا ہے لیکن دوسری جانب سے، شخصی خاندانی، اقتصادی یا اجتماعی مشکلات کی بنا پر شادی نہیں ہو پاتی۔ اسی بنا پر اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں ایک مشکل دوراہے پر آ کھڑے ہوتے ہیں۔

اس طرح کی احساساتی وابستگی بہت سارے موارد میں حواس کے لئے آفت بن جاتی ہے، یوں کہ ذہن کو خود میں جکڑ لیتی ہے اور مطالعہ اور کلاس میں توجہ یا کام کے وقت تمرکز کو بہت دشوار بنا دیتی ہے۔

۴۔ معنوی مشکلات کا ظاہر ہونا: زن و مرد کے آزادانہ روابط خواہشات نفسانی اور شہوت رانی کے مصادیق میں سے ایک شمار ہوتا ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کی روایات کی بنا پر شہوت، شیطان کی گذرگاہ، سر سخت ترین دشمن، دین کو فاسد کرنے والی اور عقل کو بیمار، زائل کرنے والی ہے اور قیامت میں افسوس و ندامت کا باعث ہے۔ جسکی عقل اسکی شہوت پر غالب آ جائے وہ ملائکہ سے بھی برتر ہو جاتا ہے اور جسکی شہوت اسکی عقل پر غالب آ جائے وہ جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

۵۔ ازدواج میں کمی اور اسکے منافع سے محرومی: جنس مخالف کے ساتھ آزادانہ ارتباط معاشرے میں ازدواج کی کمی کا باعث بنتے ہیں کیونکہ منطقی مبادلے کی بنا پر جب کوئی شخص باآسانی اور کم اخراجات کے ذریعے اپنے مورد نظر مقاصد کو حاصل کر سکتا ہے اور اپنی خواہشات کو پورا کر سکتا ہے تو پھر کسی اور طریقے سے (کہ جو ذمیداریوں کے ہمراہ ہو جیسے شادی) ان مقصد تک رسائی کا زیادہ اشتیاق نہیں رکھتا۔ ایلزبتھ فاکس جنووز، نسوانی مسائل کی ماہر، امریکہ کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

"بعض خواتین نے، اگرچہ غلطی کی بنا پر مگر، مردوں کو مجذوب ااور جلب کرنے کی خاطر، جنسی رابطے اور تندہی سے استفادہ کیا، نامشروع بچوں کی پیدائش کی بڑھتی ہوئی تعداد، انکی اس غلطی کی حکایت کر رہی ہے۔ لیکن وہ جوان خواتین کہ جو قوائد اخلاقی اور رسم و رواج کی پابند تھیں، انکے حالات بھی کچھ بہتر نہیں رہے کیونکہ مردوں کو باآسانی ایسی خواتین میسر تھیں جو شادی کے بغیر، جنسی روابط رکھنے پر معترض نہیں تھیں۔ اس چیز نے انکی رغبت کو ان خواتین کی جانب سے کم کر دیا کہ جو شادی کی صورت جنسی روابط کا تقاضا کرتی ہیں۔ پھر کوئی تعجب نہیں رہتا کہ وہ جوان مرد جنھیں شادی کے بغیر ہی جنسی روابط رکھنے کی سہولت حاصل ہے، وہ شادی کو تاخیر میں ڈالیں یا کلی طور پر اسے نظر انداز کر دیں۔"

۶۔ جنسی لذت میں کمی: اگرچہ آزادانہ ارتباط، جنسی لذت کی تسکین کا باعث بنتے ہیں لیکن اس کیفیت

کے استمرار اور جنسی تحرکات کے تکراری تجربات کی وجہ سے (آستانہ تحریک حسی را بالا بردہ) اور حقیقی جنسی لذت کو تکرار کے باعث کم کر دیتا ہے۔ لذت جنسی کے چلے جانے سے میاں بیوی کے درمیان مخربی آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور ناسازگاری کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ دینی تعلیمات میں فحشاء کو لذت جنسی کے ختم ہونے کا سبب جانا گیا ہے۔ جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں:

''خود کو زنا کے ذریعے آلودہ مت کرو کہ خداوند تمہارے ہمسر ان کی لذت کو تمھارے اندر بڑھا دے گا''۔

۷۔ سلامتی سے مربوط آفات: وہ معاشرے جہاں پر جدید جنسی اخلاق نے وسعت اختیار کی ہے، جنس مخالف کے ساتھ ارتباط قائم کرنے کی بنیادی وجہ عورتوں میں موجود جنسی کشش ہے۔ اسی بنا پر خواتین اپنے جسم کو توجہ کا مرکز بنانے اور جنس مخالف کے لئے جاذبیت پیدا کرنے کی خاطر سلامتی اور صحت کے اعتبار سے آفات سے دوچار ہوتی ہیں۔ ڈائٹنگ کے معاملے میں افراط کی حد تک چلے جانا ان آسیب میں سے ایک ہے۔ اس رقابت کی وجہ سے کئی لڑکیاں اپنے مطلوبہ معیار تک پہنچنے کی خاطر اپنی صحت کو درہم برہم کر دیتی ہیں اور بعض حاصل ہونے والے منفی اثرات کے باعث اپنی روحی اور اندرونی خوشی کو ہاتھ سے گنوا دیتی ہیں۔ جنسی تعلقات میں آزادی کئی موزی اور جان لیوا بیماریوں (جیسے ایڈز وغیرہ) کے پھیلنے کا باعث بنتی ہے۔

۸۔ انحرافات جنسی کا رواج: مرد و خواتین کے آزادانہ روابط، عورتوں کے ہوس انگیز لباس کے ہمراہ، مردوں کی شھوانی رغبت (چاہے کنوارے ہوں یا شادی شدہ) اس قدر بڑھا دیتے ہیں کہ ان میں سے اکثر کے غریزہ جنسی کا جوش، جنون کی حد تک جا پہنچتا ہے۔ جسکے نتیجے میں آج بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی، ہمجنس بازی، حتی یورپ اور امریکا جیسے ممالک میں حیوانوں کے ساتھ جنسی عمل رواج پا چکے ہیں۔

متعدد تحقیقات نے بتایا ہے کہ جنسی شریک کی مستقلاً تبدیلی، روابط جنسی میں عدم توازن اور تباہ کاری کا سبب بنتی ہے اور زیادہ تر مشکلات خواتین کو درپیش ہوتی ہیں مثلا: لندن کی ایک یونیورسٹی میں سن ۱۹۹۹ سے 2001 تک (مرکز تحقیقات جنسی اور ایڈز) کی جانب سے تحقیق کی گئی جس میں 11 ہزار انگریز مرد و خواتین نے شرکت کی جن کی عمر 16 سے 44 سال تک تھی۔ اس تحقیق کی بنا پر ان جنسی روابط میں ملوث 54 درصد خواتین جنسی اعتبار سے عدم توازن کا شکار تھیں، جبکہ شادی شدہ افراد دوسروں کے مقابلے میں کم درجے پر تھے۔ (فرھمند و بختیاری۔ فیمینیسم وخانوادہ، واگردھای فمینیستی در ازدواج، ص ۱۵۲)

اور عوامل: غلط جنسی استفادے میں وسعت، جنسی ضروریات کی برآوری کے لیئے دائمی پریشانی، قبل از

وقت بلوغت، بنا کسی ذمہ داری کے جنسی راہ وروش کی وسعت، خاندانی سربراہی میں عورتوں کی بڑھتی تعداد، شریک حیات کے ساتھ روابط میں سرد مہری، مسائل جنسی کی جانب زیادہ توجہ، کئی انسانی ضروریات سے بے توجہی وغیرہ

غریزہ جنسی پر کنٹرول

اسلام نے جنسی رفتار کی ضرورت کے پیش نظر انسان کے شایانِ شان، قوانین مقرر کئے ہیں تاکہ معاشرے اور فرد کے کمال اور رشد کا سبب بنے۔ ان قوانین میں بعض کی طرف اشارہ کریں گیں۔

۱۔ جنس مخالف کے ساتھ روابط میں حیا کی رعایت پر تاکید: خدا سے حیا، سے مراد یہ ہے کہ انسان برے کام انجام دیتے، خدا کو اپنے اعمال پر ناظر جانتے ہوئے، اس کو انجام دینے سے پرھیز کرے۔ اس حال میں انسان خدا کے علم وآگہی پر یقین رکھتا ہے اور خدا کو درک کرتا ہے۔ غریزہ جنسی کے طغیان کے وقت، حیا ایک ایسا عامل ہے جو غیر اخلاقی حرکاتوں سے روکتا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: " حیا فقط انسان کے ساتھ خاص ہے اگر حیا نہ ہوتی۔۔۔۔۔۔۔ تو بے حیائیوں اور برائیوں سے پرھیز ممکن نہ تھی۔"

۲۔ حیوانی غریزے کی پیروی کی نسبت منفی نگاہ رکھنا: اس طرح کی فکر پیدا کرنے سے انسان کا ارادہ اسکی شھوات کو قوی ہونے سے روکتا ہے۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "شھوات کی ابتداء خوشی اور شادابی ہے اور اسکی انتہاء غم اور سختی ہے"

میری خواہشوں نے مجھے عاجز کر دیا ہے میرا اختیار لے لیا ہے، اور ہوس نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے ۔مجھ پر غلبہ پا کر مجھے اپنے ساتھ لے گئی، اور پھر میرے دل نے جھاں چاہا میری مھار کو اس سمت لے گیا۔

۳. آنکھ، زبان، کان اور لمس کی تقویٰ پر تاکید: اکثر جنسی غلطیوں کا آغاز انہی حواسوں کے ذریعے ہوتا ہے، کبھی آنکھ دیکھتی ہے اور دل اسیر ہو جاتا ہے، کان سنتے ہیں اور غریزی ضروریات شدت اختیار کر لیتی ہیں۔ زبان بولتی ہے اور ھوس آلودہ رابطوں کا آغاز ہو جاتا ہے اور لمس چھپی ہوئی ضروریات کو بیدار کر دیتا ہے۔ خداوند عالم سورہ نور کی ۳۰ اور ۳۱ ویں آیت میں نا محرم کے سامنے مؤمن مرد اور عورتوں کو نظریں جھکانے کا حکم دیتا ہے۔ حضرت امام علی علیہ السلام اس آیت کے مضمون کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کیونکہ نگاہ حرام، نامحرم کے ساتھ گناہ آلود روابط اور حرام روابط قائم ہونے کا سبب بنتی ہے"

۴. خواتین کا حجاب کی رعایت کرنا: اگرچہ نامحرم کے ساتھ روابط کے حوالے سے دین نے مرد و عورت کے یکساں احکام بیان کئے ہیں مگر خواتین کو خصوصی نصیحت کی گئی ہے کیونکہ خواتین کی ظاہری جاذبیت اور رویہ مردوں کے لئے زیادہ جاذ ہوتا ہے بالنسبت اس کے کہ جو جاذبیت مرد خواتین کے لئے رکھتے ہیں اور مردوں میں جنس مخالف کے مقابلے میں بہت کم کنٹرول ہوتا ہے اسی بنا پر خداوند عالم نے ایک طرف تو خواتین کو مردوں کی عین ضرورت کے مطابق خلق کیا ہے اور دوسری جانب خواتین کو اپنی جاذبیت چھپانے اور مردوں کو انکی محترمانہ طریقے سے خواستگاری کی وصیت کی ہے اسی بنا پر حجاب کی رعایت کرنا عورت پر واجب ہے (کہ اس کا ھدف عورت کی قدر و قیمت کی حفاظت اور مرد کے سوء استفادہ کرنے سے امان دیتا ہے)

در حقیقت حجاب بیمار دل مردوں کے لئے ایک تنبیہ اور خبرداری کا پیغام ہے تاکہ عورتوں کے ساتھ میل جول میں رعایت کریں اور بے ادبی والے رویے سے اجتناب کریں اسی طریقے سے حجاب ایک طرح کا وسیلہ ہے جو عورتوں سے باآسانی استفادے سے مردوں کو روکتا ہے

سورہ احزاب اور سورہ نور میں بھی عورتوں کے لئے حجاب کے حوالے سے تاکید کی گئی ہے اس آیت کی تفسیر کرنے والی بعض روایات میں ہاتھوں کو کلائی تک اور چہرہ چھپانے کو استثناء کیا گیا ہے البتہ نامحرم کے سامنے ہاتھوں اور چہرے کی زینت و آرائش سے پرھیز کرنا ضروری ہے تمام مقلدین کے مراجع عظام حجاب حد کی رعایت کے بارے میں فتوی دیا ہے۔

شادی سے پہلے خود پر کنٹرول/اپنی حفاظت کرنا:

غریزہ جنسی پر کنٹرول رکھنا اس قدر اھمیت کا حامل ہے کہ خداوند عالم نے لڑکے لڑکیوں کو حکم دیا ہے کہ شادی کے ذریعے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کریں اور حرام جنسی روابط کے ذریعے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کریں اور حرام جنسی روابط کے وسیلے خود کو آلودہ نہ کریں۔

ولیستعفف الذین لایجدون نکاحا (سورۃالنور آیہ: ۳۳)

ترجمہ: -"وہ لوگ جو نکاح کی قدرت نھیں رکھتے انھیں چاہیئے کہ پاکدامن رہیں۔"

اسکے علاوہ قرآن نے ہر اس جنسی سیرابی کو حرام قرار دیا ہے جو شادی کے دائرے سے خارج ہے، اور

اسے تعدی و تجاوز (حد سے بڑھنا) شمار کیا ہے۔ حرام جنسی روابط کے رائج نمونے؛ خود ارضائی، ہمجنس بازی، دائرہ ازدواج سے باہر کے روابط، ہیں، کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی رفتار اس فرد سے صادر ہو سکتی ہے جسکا معیار فقط "مزید تر لذت" اور "جلدی وقت میں" ہو، اور یہی وجہ ہے کہ اخلاقی حدود اس کے لئے بے معنی ہوتے ہیں۔

اول: حرام جنسی روابط کی شناخت اور اس سے حفاظت

۱. خود ارضائی: -یہ رفتار جنسی انحراف کی ایک قسم ہے، جسے دینِ مقدس اسلام نے حرام قرار دیا ہے اور گناہانِ کبیرہ میں شمار کیا ہے۔ امام صادق علیہ السلام خود ارضائی کے بارے میں فرماتے ہیں: "یہ بہت بڑا گناہ ہے، جس سے خداوند عالم نے اپنی کتاب میں منع فرمایا ہے۔"

اس عمل کے جسم اور نفسیات پر مترتب ہونے والے اثرات یہ ہیں۔

۱۔ ذہنی فعالیتوں میں ضعف کا موجب بنتی ہے اسی طرح سے تمرکز میں ضعف کا باعث ہے۔

۲۔ جنسی مشکلات ظاہر ہوتی ہیں جیسے شادی کے بعد جنسی عمل کے دوران لذت میں ضعف اور قدرت حمل کا کم ہو جانا۔

۳۔ مزاج اور اعصاب پر کنٹرول میں ضعف۔

۴۔ کم خوابی جیسے نیند کے دیگر مسائل کا موجب بنتی ہے۔

دوم: -دائرہِ ازدواج سے خارج جنسِ مخالف کے ساتھ روابط: کنوارے لڑکے اور لڑکیاں جو اپنی حفاظت نہیں کرتے اور جنسی روابط میں خود کو جھونک دیتے ہیں، آخرت میں عذاب الٰہی کے مستحق قرار پائیں گیں۔ "اور زنا کے قریب نہ جاؤ کیونکہ یہ ایک بے حیائی اور برا راستہ ہے۔" (سورۃ الاسراء، آیہ ۳۲)
ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے: "زانی عورت اور زانی مرد، ان میں سے ہر ایک کو سو (۱۰۰) کوڑے مارو اور نہ دامن گیر ہو تم کو ان کے سلسلے میں ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں، اگر تم ایمان رکھتے ہوئے اللہ پر اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے انکی سزا کا مؤمنوں میں سے ایک گروہ۔" (سورۃ النور، آیۃ: ۲)

حضرت علی علیہ السلام نیز غیر شرعی روابط رکھنے والے افراد کے عذاب اُخروی کے حوالے سے فرماتے ہیں؛ "زناکار کا آخرت میں محاسبہ کیا جائے گا، خداوند مہربان (بندوں سے اپنی لا محدود محبت کے باوجود) اس پر

غضبناک ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لئے آتشِ جہنم میں رہے گا۔"

روایات میں، اس حد کی حکمت، اسکے اجراءِ پر اصرار اور مجرم کو آلودگی گناہ سے پاک کرنے اور معاشرے میں اس جرم کے پھیلنے سے بچاؤ، جیسے عنوان کو ذکر کیا ہے، درحقیقت اس بات کے پیش نظر کہ مادے سے بڑھ کر بھی انسان ایک اصالۃ اور حقیقت رکھتا ہے جو فنا نہیں ہوگی، انسان کا جسم مادی، راہِ راست سے انحراف کی صورت میں سزا سے دوچار ہونا چاہیے تاکہ اسکے ذریعے روح کی طہارت واپس لوٹائی جاسکے اور وقتی مشقت کے بعد ابدی سعادت سے بہرہ مند ہوسکے۔

۳۔ ہم جنس کے ساتھ جنسی تعلقات

اسلام میں اس طرح کے ارتباط حرام ہیں اور جو شخص اس عمل کا مرتکب ہو اسکے لئے سزا اقرار دی گئی ہے۔ ہم جنس کے ساتھ روابطِ جنسی کے حرمت کے حوالے سے بہت ساری روایات اور آیات موجود ہیں۔ مثلاوہ آیات جن میں قومِ لوط کی جانب اشارہ ہے، مردوں کے برے روابط اور اس سے مربوط عذابِ الٰھی کی یاد آوری کی ہے۔ ان آیات میں سے ایک میں ارشاد ہوتا ہے: "اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی، پس تم دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہوا" (سورۃالاعراف، آیۃ: ۸۴)

وہ آیات کہ جن میں قومِ رس کی طرف اشارہ ہے نیز خواتین کے جنسی روابط کی برائی (مساحقہ) اور ان پر عذاب الٰھی کی یاددہانی کرائی گئی ہے۔ ایران کے اسلامی تعزیراتی قانون کے آرٹیکل ۱۱۰ میں ہمجنس بازوں کی سزا موت، اور آرٹیکل ۱۲۹ کے مطابق ہمجنس باز خواتین کے لئے سو کوڑوں کا اعلان کیا گیا ہے۔

بہت سارے علمی اور طبّی رسالوں میں بیان شدہ ہے کہ ہمجنس پرستوں میں غیر ہمجنس پرست افراد کے مقابلے میں بیماریاں پائی جاتی ہیں، ایڈز ۵ ہزار برابر اور سفلیس اور ھیپاٹئٹز نیز کئی گنا زیادہ پائی جاتی ہے۔ اکثر ھم جنس پرست افراد نفسیاتی اعتبار سے بھی سلامتی نہیں رکھتے اور کئی قسم کی افسردگیوں اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔

دو: نکاح موقت: -

اس صورت حال کے پیش نظر کہ بعض افراد غریزہِ جنسی کی شدت کے باعث اپنی حفاظت نہیں کرسکتے اور اس قدر آسانی سے شادی کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا، شریعت مقدس اسلام میں نکاح موقت کی پیش بینی کی گئی ہے، اس شادی میں ذمیداریاں کم ہوتی ہیں اور مرد کے لئے یہ بھی لازم نہیں ہے کہ زوجہ کے

مسکن، خوراک یا پوشاک جیسی ضروریات کو پورا کرے۔ البتہ اگر اس دوران وہ صاحبِ اولاد ہو جائیں تو ماں باپ پر بچے کی تمام ذمہ داریاں عائد ہوں گی (جیسے اخراجات اٹھانا، ان کی حفاظت اور تربیت وغیرہ) حتیٰ ان ذمہ داریوں میں کوتاہی کرنا حرام ہے اور دنیاوی سزا بھی رکھتا ہے۔

اس شادی کے حوالے سے مزید نکات کی توضیح عرض ہے۔

ا۔ نکاح مؤقت یا صیغہ، ایسا نکاح ہے جس میں عربی الفاظ کے ذریعے ایجاب و قبول منعقد ہوتا ہے اور اس کی مدت نیز مشخص ہوتی ہے۔ اس نکاح میں مہر یہ ذکر کرنا واجب ہے۔ نکاح مؤقت میں زوجہ نان و نفقہ نہیں لیتی نیز زوج وزوجہ ایک دوسرے سے ارث نہیں لیتے اور اس طرح زوج اور زوجہ جو شرعی شرط چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ دونوں کا اس پر عمل کرنا لازمی ہے۔ یہاں تک کہ اگر چاہیں تو عدم نزدیکی کی شرط بھی رکھ سکتے ہیں۔

۲. اس نکاح میں طلاق جاری نہیں ہوتی اور مدت معین کے ختم ہونے یا مدت کی بخش (شوہر کی جانب سے ماندہ مدت کو بخش دینے) سے یہ نکاح خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ خاتون جس مرد کے نکاح میں ہوتی ہے اگر نزدیکی واقع ہوئی ہو تو، عدت اس پر لازم ہے اور اس مدت میں (عدت کے دوران) کسی دوسرے فرد کے ساتھ نکاح حرام ہے چاہے دائمی ہو یا موقت۔

۳۔ اگر ایک لڑکی چاہتی ہے کے کسی لڑکے کے ساتھ نکاح موقت کرے جبکے وہ کنواری ہے تو اس صورت میں اس کے ولی کی اجازت ضروری ہے۔ لازمی ہے کہ اس کا باپ (ولی) راضی ہو۔

۴۔ روایات اہل بیت علیہم السلام میں شادی شدہ مردوں کو نکاح مؤقت سے منع کیا گیا ہے مگر یہ کہ کوئی توجیہ یا عذر موجود ہو جیسے: شدید جنسی ضرورت کے وقت زوجہ تک رسائی ممکن نہ ہو۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "نکاح مؤقت مطلقاً حلال اور مباح ہے اس شخص کے لئے کہ خدا کی طرف سے جس کے دائمی نکاح کے وسائل مھیا نہ ہو، تاکہ وہ نکاح مؤقت کے ذریعے اپنی حفاظت کرے، پس جب نکاح دائمی کے ذریعے نکاح مؤقت سے بے نیاز ہو جائے، تب اس صورت میں اس شخص کے لیے نکاح مؤقت جائز نہیں ہے مگر یہ کہ زوجہ اس سے دور ہو۔"

شادی کے فوائد

یہ سوال کہ انسان کی نیاز (جو جنس مخالف کی طرف ہے) اُس کو کیسے پورا کیا جائے، اسلام اور دانشوروں

کے نزدیک بہترین راہ حل شادی ہے

شادی کے بہت سارے فوائد ہیں جن میں سے کچھ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ شخصیت کا کامل ہونا: شادی کرنے یاماں یا باپ بننے کے بعد انسان خود کو کامل شخصیت کا مالک سمجھنے لگتاہے، اس کا اثر یہ ہے کہ انسان کو دو تجربے حاصل ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ دوسروں کو اپنا حصہ شمار کرنے لگتاہے یعنی وہ خود کو وسیع سمجھتاہے۔ شہید مطھری فرماتے ہیں کہ

"شادی ہی وہ پہلا مرحلہ ہے کہ انسان اپنی شخصی طبیعت سے باہر نکل کر، اپنی شخصیت میں وسعت بناتا ہے۔ کیونکہ شادی کے بعد انسان چاہتاہے کہ کام کرے اب وہ تنہا نہیں ہے اسکی جو "میں" ہوتی ہے وہ شادی کے بعد "ہم" میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح سے کہ انسان اپنے خانوادے کے مستقبل کے حوالے سے خود سے زیادہ فکرمند رہتاہے۔ سختی برداشت کرتاہے تاکہ وہ آسائش میں رہیں یہ انسان کی "خودی" کا ایک درجہ ہے"۔

اسی بناپر شادی انسانوں کے درمیان محبت و الفت پیدا کرتی ہے۔ حقیقت میں انسان کا اپنے ھمسر اور اسکے بعد بچوں سے عشق اسی محبت وعطوفت وجذبات میں رشد کا باعث بنتاہے۔

جب ایک لڑکا یالڑکی شادی کرتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے سے عشق کی بناء پر اور اس بناء پر کہ انہوں نے خود ایک نئ زندگی کا آغاز ایک نئے گھر اور خاندان سے کرنے کا خود انتخاب کیاہے۔

اس کی بنیاد گزاری کی ہے احساس زمیداری کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے ہمسر کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس طرح کی کوشش س جو کہ محکم اور لطف اندوز ہوتی ہے، انسان کے اندر کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ابھارتی ہے اور یہ وجہ بنتی ہے کہ انسان کے اندر اخلاقی خصلتوں جیسے صبر واستقامت امید و جدوجہد وغیرہ کو ابھارے۔

۲۔ ایمان کا کامل ہونا: انسان کے ذہن میں شیطان کے وارد ہونے کا ایک دروازہ جنسی خواہشات ہیں اور شادی سبب بنتی ہے کہ انسان غیر اخلاقی حرکتوں کو چھوڑ دیتاہے۔ پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: "جب ایک جوان اپنی جوانی کے آغاز میں ہی شادی کر لیتاہے تو شیطان فریاد کرتاہے کہ وای: اس نے اپنے دو تہائی دین کو میرے چنگل سے امان دلوائی۔" پس اپنے ایک تہائی دین کی بھی اسکو تقوی کے ذریعے حفاظت کرنی چاہیئے اس بناپر ممکن ہے اگر انسان شادی نہ کرے تو غریزہ جنسی کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے گناہ کے راستوں کی طرف

متوجہ ہو اور اس کام کے نتیجے میں انسان دوسروں کے درمیان حقیر ہو جائے اور اپنے نفس کو مجروح کرے اور نقصان پہنچائے۔

۳۔ روانی سکون کا باعث: زن و شوہر ایک دوسرے کے لئے پیش قدمی کا باعث ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی مشکل سے سامنا ہوتا ہے تو اسکو مل کر حل کرتے ہیں۔ دونوں مل کر ان پریشانیوں کو آسانی سے تحمل کر لیتے ہیں جو کہ اگر انسان تنہا ہو تو نہیں کر سکتا۔ سعدی اسکو بڑی خوبصورتی سے بیان کرتا ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوتی ہے کہ انسان شادی سے پہلے اپنی کچھ نیاز (یعنی نیاز جنسی اور بہترین ہمسر کی ضرورت) کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے اضطراب کا شکار ہوتا ہے (شادی اس پہلی پیش آنی والی مشکلات سے نمٹنے میں کافی اثر انداز ہوتے ہے) ۔اس کے علاوہ زوجین کے درمیان رشتۂ محبت وعط (سعدی، بوستان باب ساتواں) وفت نزدیک ترین رابطہ ہے اس رابطے سے پریشانیوں اور اضطراب میں بھی کمی واقع ہوتی ہے اور یہ رابطہ دین کی بنیاد گزاری میں بھی مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ اسی بناء پر خاندان والے ایک دوسرے کے لئے عملی اور روانی تعاون و سکون کا مرکز شمار ہوتے ہیں۔

اس کے اثرات ہم اس جگہ زیادہ سمجھ سکتے ہیں جہاں شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں اور خاندان والوں کے آپس کے روابط ٹوٹ جانے کی وجہ سے ذہنی دباؤ شدت اختیار کر لیتا ہے۔

تحقیقات کے مطابق ہمسر کی موت ۱۰۰ فیصد، طلاق کا ہونا ۷۳ فیصد، اپنے ہمسر سے الگ ہو کی زندگی گزارنا ۶۵ فیصد، جنسی مشکلات کا شکار ہونا ۳۹ فیصد اور خاندانی اختلافات ۳۵ فیصد پراپیشانیوں اور مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔ (سالاری فرو ھمکاران، بھداشت روانی بانگرش بہ منابع اسلامی، ص۵۵ _ ۳۵)

۴۔ ارضای نیاز جنسی: جنسی خواہش کا پورا ہونا انسان کی شادمانی اور اسکی پریشانیوں اور درد سے نجات کا باعث ہوتی ہے۔ حسی خواہش کا پورا ہونا انسان کی افسردگی کو بدن سے سستی وغیرہ کو دور کرنے میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان کی سخت مزاجی اور غصے کو بھی کنڑول کرتی ہے۔ (سالاری فرو ھمکاران، بھداشت روانی بانگرش بہ منابع اسلامی، ص۵۳ _ ۴۷)

۵۔ کسب استقلال: دوران جوانی ایک مہم تبدیلی یہ بھی پیش آتی ہے کہ جوان خود ''خاندان والوں سے الگ'' مستقل زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ بلاشبہ اس نیاز کا پورا ہونا شادی کے ذریعے سے ہی متوقع ہے کیونکہ اس راستہ سے وہ خود بھی مستقل ہوتا ہے اور معاشرہ بھی اس کے اس مستقل ہونے کو رسمی طور پر قبول کر لیتا ہے۔

۶۔ سرپرستی کا تجربہ: بچپن اور جوانی کا دور گزر جانے کے بعد انسان کا رجحان اس طرف ہوتا ہے کہ کس طرح وہ خود کو اور اپنے خاندان والوں کو مستقل کرے، اور کیسے ایک نئی اجتماع کی سرپرستی کرے لڑکا یا لڑکی شادی کے بعد اپنے نئے خاندان کے سرپرست ہونگے تاکہ وہ اپنے آئیڈیاز (ideas) اور برنامہ ریزی کو عملی جامہ پہنا سکیں اور یہ تو واضح سی بات ہے کہ بچوں کے ہونے کے بعد انکی سرپرستی کا دائرہ اور بھی وسیع ہو جاتا ہے۔۷۔ وسیع پیمانے پر حمایتیں: شادی سے پہلے انسان اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے صرف اپنے خاندان کی، مادی اور غیر مادی حمایت سے فائدہ اٹھا رہا ہوتا ہے۔ شادی اور نیا خاندان تشکیل دیتے کے بعد اسکے حامیوں میں (خاندان کے اعتبار سے) اضافہ ہوتا ہے۔

۸۔ معاشرتی اعتبار حاصل کرنا: شادی انسان کو معاشرے میں ایک خاص احترام دیتی ہے۔ جاب ملنے، گھر ملنے، بینک سے قرضہ وصول کرنے وغیرہ میں بھی شادی شدہ افراد کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔ لوگ بھی شادی شدہ افراد کے لئے زیادہ احترام کے قائل ہیں۔

۹۔ ارضائی میل بہ جاورانگی: شادی اور اسکے بعد ماں باپ بننے جیسا شیریں تجربہ سبب بنتا ہے کہ انسان زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ خود کو زوال پزیر نہ سمجھے۔ اسی طرح انسان خود کو اپنی اولاد میں ہمیشہ زندہ دیکھتا ہے جو کہ اسکی مادی اور معنوی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

شادی کو آسان بنانے کا طریقہ:

اسلام میں اس چیز کی بہت تاکید ہوئی ہے کہ جیسے ہی لڑکا یا لڑکی کے شادی کے مقدمات فراہم ہوں اگر کوئی خاص دلائل بھی رکاوٹ نہ ہوں تو شادی کو تاخیر میں مت ڈالیں اور اس متعلق پیش آنے والی کسی بھی رکاوٹ یا ڈر کو دل میں جگہ نہ دیں۔ کیونکہ خدوند متعال ان کا پشت پناہ ہوگا

پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: "خدا پر حق ہے اس نوجوان کی مدد کا کہ جو خود اپنے آپ کو حرام الٰہی سے بچانے کی خاطر شادی کرے"۔ (کنز العمال، ج۱۶، ص۲۷۶)

ایک تحقیق میں جو سال ۱۳۹۰ (۲۰۱۱) میں یونیورسٹی کے شادی شدہ افراد سے سوالات کے بعد سامنے آئی، اس میں شادی کی راہ میں پیدا ہونے والی رکاوٹیں جو طالب نے بتائیں وہ یہ تھیں: "دیکھا دیکھی کرنا، نوکری کا نہ ہونا، ہمسر منتخب کرنے میں ظاہری ملاک کو ترجیح دینا"۔

"ثقافت اور اعتقاد کے مختلف ہونے کی وجہ سے میں ایک دوسرے سے ناآشنائی ہونا، لڑکیوں کا نامناسب

لباس پہننا، لڑکوں میں شادی کی خواہش کا کم ہونا اور کچھ معاشرے کے افراد کا لڑکے اور لڑکیوں کو شادی کے لئے ایک دوسرے سے متعارف نہ کروانا اور خاندان والوں کے نکتۂ نظر کا مختلف ہونا۔'' (مجبی، جامعہ شناسی تنگنای ازدواج در ایران)

مزید، شادی میں پیش آنے والی رکاوٹوں اور ان کے راہ حل کو ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ تحصیل علم میں مشغول ہونا: بہت سارے لڑکے یا لڑکیاں علم حاصل کرنے میں مشغول ہونے کو شادی میں رکاوٹ کا سبب گردانتے ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ شادی انکی کامیابی میں رکاوٹ بن جائے گی۔ حالانکہ شادی کے بعد وہ درس کو کم وقت دیتے ہیں لیکن اسکے بہت بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

ذیل میں کچھ نکات توجہ طلب ہیں۔

۱۔ نکاح اور شادی (رخصتی) میں کچھ فاصلہ رکھیں۔

۲۔ شادی امتحانات کے نزدیک نہ رکھیں یا تعلیمی آغاز میں نہ رکھیں بلکہ ایک دو ٹرم گزر جانے کے بعد رکھی جائے تاکہ تحصیل بھی محکم انداز میں جاری رہے اور تحصیل کے ترک کرنے کا امکان پیدا نہ ہو۔

۳۔ قانع رہیں کیونکہ قناعت کرنے سے روحی اور فکری سکون میسر آتا ہے اور آموزشی اور پژوھشی مسائل کو حل کرنے میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

۴۔ شوہر ہو یا بیوی ایک دوسرے کا تعلیمی میدان میں بھرپور ساتھ دیں اور گھر کے معاملات یعنی امور خانہ داری میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔

۵۔ والدین اور خاندان والے انکی حمایت کریں۔

۶۔ اضافی اور غیر ضروری کاموں کو کم کر دیں تاکہ اہم کاموں کے لئے وقت زیادہ سے زیادہ میسر آسکے۔

۷۔ پڑھنے کا وقت اس وقت رکھیں جب ہمسر موجود نہ ہو کیونکہ کبھی کبھار اسکی موجودگی میں درس پڑھنا اس سے بے توجہی کا سبب بن جاتا ہے۔

۲۔ سطح تحصیلات (علمی درجہ): اس جہت سے کہ اس دور میں لڑکیوں کی تحصیلی سطح، لڑکوں سے زیادہ ہے۔ اس طرف توجہ دینی چاہیئے کہ جب بھی کوئی رشتہ طے کیا جارہا ہو تو دونوں کی علمی سطح کو، ذہنی سطح کو، ان کے قیمتی تجربات کو اور ان کے نکتۂ نظر کو مد نظر رکھتے ہوئے شادی انجام پانی چاہیئے ل اگر کوئی ایسا ہو

(لڑکے یا لڑکی میں سے) کہ ذہنی قابلیت ہونے کے باوجود کسی اور دلیل کی وجہ سے مثال کے طور پر اقتصادی مسئلے کی وجہ سے یونیورسٹی levelتک نہ پہنچ سکا ہو تو ممکن ہے کہ اسطرح کے افراد (لڑکے یا لڑکیاں) کچھ ایسے تجربات رکھتے ہوں گے جو یونیورسٹی levelسے بھی آگے کے ہوں۔ (افروز: تحصیلات و تفاوت ھای تحڈیلی دواز دواج ڈ۱۱ _ ۱۲)

اسطرح کی شرائط کے حامل انسان، شادی کے بعد ایک دوسرے کے لئے بہت مفید اور مددگار ثابت ہو سکتے ہیں مگر ان شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ

۱۔ لڑکا گھر کی زمہ داری قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ علم دوست ہو اور بیوی کی علمی ترقی کی راہوں میں رکاوٹ نہ بنے اور اسکے سوچنے اور سمجھنے کا نکتہِ نظر بھی سب سے الگ اور بلند ہونا چاہیئے۔

۲۔ بیوی بھی کم علم والے شوہر کی مدیریت (سرپرستی) کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

۳۔ اقتصادی مسائل: اقتصادی مسائل کو شادی کی راہ میں رکاوٹ نہیں سمجھنا چاہیئے اگر مشترکہ زندگی کے مقدمات فراہم ہونا ممکن ہوں تو اقتصادی اور معاشیاتی فکر کے بغیر شادی کے لیئے اقدام کرنا چاہیئے۔

اس میں چند باتوں کا خیال رکھیں۔

۱۔ خدا پر توکل کرنا چاہیئے کیونکہ قرآن میں خداوند متعال وعدہ کرتا ہے کہ ”اگر نیاز مند ہونگے تو خدا خود سے ان کو توانگر کرے گا"۔

۲۔ لڑکوں کو چاہیئے کہ اپنی سطح سے نیچے آکر کسی مناسب پیشے کی تلاش میں کوشاں ہو جائیں اچھی جاب کی تلاش میں کوشاں ہو جائیں اچھی جاب کی تلاش میں وقت ضایع نہ کریں۔ بلکہ جو میسر آئے اس پر (توکل پر خدا) کرتے ہوئے صبر کریں انشاء اللہ وقت آنے پر مناسب جاب مل جائے گی۔

۳۔ لڑکیوں کو بھی شوہر کا انتخاب کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ لڑکا قابلیت رکھتا ہو کام کرنے کی اگر ابھی وہ صرف کام کی تلاش میں ہے اور ابھی اس کی تمام ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا تو ہو سکتا ہے کہ آگے خاندان والوں کی حمایت سے انشاء اللہ حالات سازگار ہو جائینگے اور وہ ان کے لیے فائدہ مند ہونگے۔

۴۔ شادی کے لئے بڑی بڑی توقعات لگانے مھریہ، جہیز اور مسکین کے اعتبار سے اگر یہ کام سادگی سے انجام پائیں تو یہ ازدواج شیریں اور آسان ہو جائے گی۔ شادی کے اخراجات کو کم کرنا چاہیے اور دیکھا /دیکھی سے بچنا چاہیئے اور سادہ جشن کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

۵۔ایسی صورت میں جہاں لڑکی یا لڑکے کے لیے مناسب رشتہ گھر میں موجود ہو تو اس میں ضروری ہے کہ نکاح اور رخصتی میں اتنا فاصلہ دینا چاہیئے تاکہ لڑکا اپنے لیے مناسب گھر کا انتظام کر سکے اور لڑکی اپنے لئے جہیز کا انتظام کر سکے۔

۶۔اگر شادی کے شروع میں والدین کی رہائش گاہ میں رہنا ممکن ہو تو اس سے استفادہ کریں۔

۷۔ رشتہ داروں کو چاہیئے کہ دولہا دلہن کو شادی کے تحفے میں غیر اہم اور غیر نقدی سامان دینے کے بجائے کچھ نقدی ھدیہ دیں۔

۸۔جب والدین بچی کو جہیز دیں تو ضروری سامان دینے پر اکتفاء کریں اور بقیہ رقم خود ان کے حوالے کریں تاکہ وہ خود جیسے چاہیں اپنے مسکن کو آمادہ کر سکیں۔

۹۔ مھریہ کے تعین کے وقت لڑکے کی اقتصادی حالت کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے اور صرف مھریہ کے بڑے ہونے کی لالچ میں بہترین اقتصاد رکھنے والے لڑکے کی تلاش نہیں کرنی چاہیئے۔

اور دوسری جہت سے جہیز کا تعین کیونکہ زیادہ تر علاقوں میں لڑکی والوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو وہ صرف معاشرے کی باتوں کی وجہ سے کیونکہ اس طرح کی غلط رسوم و رواج نے ہمارے درمیان جگہ بنالی ہے اور لوگ جہیز کے معاملات پر اپنا ایک دوسرے سے موازنہ کرتے ہیں۔ جسکے باعث شادی کا معاملہ ایک معمہ بن کر رہ گیا ہے۔اس بنا پر توجہ رکھنی چاہیئے کہ جھیز کا انتظام اسلام کی نظر میں فقط لڑکی کے گھر والوں پر نہیں ہے۔ کیونکہ جہیز دونوں کی زندگی کے آغاز کے لئے ایک مشترکہ ضرورت ہے۔اس لئے دونوں طرفین کی کوششوں سے جہیز کامل ہونا چاہیئے۔

اس جہت سے اگر جہیز کم ہو تو کچھ لوگ شکایت کرتے ہیں اور نا مناسب باتیں کرتے ہیں تو شوہر کو چاہیئے کہ اپنے مواقع پر بیوی کا دفاع کر کے لڑکی کا خود اپنے دفاع کے لئے کھڑا ہونا لازمی نہیں ہے۔ بلکہ اس اشکال کا جواب دینا بھی لازمی نہیں ہے۔

۴۔خدمت سربازی (فوجی ٹریننگ): فوجی ٹریننگ کو کبھی مانع ازدواج نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کم عرصے میں اُسکے ھمسر کے لئے اسکے والدین پشت پناہ ((supporter بن جاتے ہیں۔ لڑکا کام اسی علاقے میں کرتا ہے۔ جس میں وہ رہائش پذیر ہوتا ہے اور اسکی تنخواہ بھی اسکو دوگناہ زیادہ ملتی ہے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ شادی کے لئے آمادہ جوڑے کی شادی کو سربازی (ٹریننگ) ختم ہونے تک ملتوی کر دیا جاتا ہے۔

۵۔ماں باپ کی طلاق: اگر ماں اور باپ کی طلاق ازدواج میں مانع ہو تو درج ذیل نکات کی طرف توجہ رکھیں۔

ا۔ کچھ لوگ گھر والوں کے اختلافات دیکھ کر خوف کھاتے ہیں کہ کہیں لڑکے یا لڑکی پر انکی لڑائیوں کا منفی اثر نہ ہو جبکہ ہو سکتا ہے کہ ان کی لڑائیاں منفی اثر نہ رکھتی ہوں جبکہ ہو سکتا ہے کہ ان کی لڑائیاں مخفی ہوں اور انہوں نے کبھی بچے کے سامنے لڑائی نہ کی ہو اور بچوں پر ان کی کا منفی اثر بھی نہ ہو۔

۲۔ کچھ لوگ طلاق یافتہ افراد کے بچوں کو محبت سے خالی سمجھتے ہیں۔ جبکہ ہو سکتا ہے ان کی دادی دادا نے ان کو پالا ہو

۳۔ کچھ ایسے طلاق یافتہ افراد کے بچوں میں تربیت کے فقدان سے ڈرتے ہوئے انھیں رشتہ نہیں دینا چاہتے جبکہ ہو سکتا ہے بقیہ خاندان والوں نے اسکی ذمہ داری اٹھائی ہوئی ہو۔

۶۔ سوء سابقہ والدین (والدین کے ماضی پر نظر)

والدین کے ماضی کا برا ہونا بھی بچوں کی شادی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔ لیکن یہاں تحقیق کرنا ضروری ہے۔ اگر طرف مقابل کو بدنامی کا ڈر ہو یا زندگی خراب ہونے کا ڈر ہو کہ اسکے والدین مثلاً شراب، چوری یا دیگر اخلاقی برائیوں میں ملوث ہیں یہ بھی ویسا ہو گا، تو طرف مقابل کو اطمینان دلانا چاہیئے کہ وہ ایسا بلکل نہیں ہے۔ ان سے الگ ہے، اس فضا یا اس ماحول کا اس پر کوئی اثر نہیں ہے۔اسی طرح معاشرے میں اپنی پھیلی ہوئی بدنامی کو اپنا مثبت رخ دکھا کر اس بدنامی کو ختم کرنے کی صلاحیت ہو تو اسے ختم کرے۔

۷۔ سن (عمر): اگر لڑکا یا لڑکی مشترکہ زندگی کے لئے مناسب فکری رشد رکھتے ہیں، تو انکی شادی کو تاخیر میں نہیں ڈالنا چاہئیے، آغاز جوانی میں شادی کرنا باعث بنتا ہے کہ افراد شادی کی برکات اور نعمات سے جلدی بھر ہ مند ہو سکتے ہیں۔ اور اپنی شخصیت کے محکم سانچے میں ڈھلنے سے پہلے، ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ رشد کریں۔ آغاز جوانی میں شادی کرنے کی وجہ سے، تحمل، در گزر، روحی نشاط وخوشی میں اضافہ، توقعات میں کمی، ہمسر کے ساتھ موافقت زیادہ ہوتی ہے اور آرام وسکون کے باعث زندگی خوشحال ترین ہو جاتی ہے۔

البتہ بڑی عمر میں شادی، کی صورت اس طرف توجہ رہے کہ عمر میں زیادہ ہونے کے باعث انسان کے پاس تجربہ اور پختگی بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ مشترکہ زندگی کے حسن کو بڑا دیتا ہے، کیونکہ تجربات کے سائے میں زندگی زیادہ پرسکون ہو جاتی ہے۔

بڑھتی عمر والی خواتین کے حمل کے حوالے سے بھی یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ خواتین حتی چالیس سال کے بعد میں حاملہ ہو سکتی ہیں۔ اسکے علاوہ کتنے ہی ایسے افراد ہیں کہ جو چھوٹی عمر رکھنے کے باوجود صاحب اولاد ہو

نے کی نعمت سے محروم ہیں۔اہم یہ ہے کہ شریک حیات اپنی مشترکہ زندگی میں پر سکون اور مطمئن ہوں ۔

کلی طور پر انسان کی حقیقی عمر تین چیزوں سے تالیف پاتی ہے۔ پیدائش کے دن وسال والی (کہ جو شناختی کارڈ کا حصہ ہوتی ہے) دوسری بایولاجکلی (biologically) اور تیسری عمر، عقل وروانی وذہنی۔

بعض اوقات دو افراد پیدائش کے اعتبار سے ہم عمر مگر بایولاجیکلی اعتبار سے جدا ہوتے ہیں مثلاً ممکن ہے کہ ایک شخص کے سر کے بال سفید ہو چکے ہوں چہرے پر جھریاں آچکی ہوں مگر اسی کے ہم عمر دوسرے فرد کے سر میں حتی ایک بال بھی سفید نہ ہو اور اسکے چہرے کی خدوخال اسکے کم عمر ہونے کا گمان دیتی ہے۔ بعض اوقات ایک ہی سن وسال رکھنے والے افراد ذھنیت اور روانی اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں ۔نشاط وشادابی، فکر کی بلندی عقل کا بالغ ہونا ہمسر داری کی مطلوبہ قابلیت، احساسات کو ظاہر کرنے کی قدرت وصلاحیت، کوشش کا انگیزہ ہمت افزائی امید بخش گفتاری، تجربات اور صلاحیتیں، اجتماعی ارتباط میں ہوشمندی اور سمجھ داری، فرد کے عقلانی بلوغ کی علامت ہے۔

۸۔ والدین کی بیماری: اگر کوئی فرد ماں یا باپ (یا دونوں) کی بیماری کی وجہ سے انکی دیکھ بھال کر رہا ہے اس علت کی وجہ سے شادی کو مؤخر نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے اس طرح شادی کے مناسب مواقع کھوک بیٹھے اور یہ بات خود اسکے والدین کے لیئے بھی افسردگی کا سبب بنے گی۔اس طرح کے حالات میں اگر دوسرے بہن بھائی موجود ہیں تو والدین کی زمیداری کو آپس میں تقسیم کرلیں اور اسکے علاوہ اپنے لئے ایسی شریک حیات کا انتخاب کرے جو والدین کی دیکھ بھال میں رکاوٹ نہ بنے اسی طرح اگر ممکن ہو تو انکے لئے کسی نرس وغیرہ کا بھی انتظام کرلے۔

۹۔ظاہری معیارات میں سخت گیری:

بہت ہی زیادہ خوبصورت شریک حیات کی توقع کو شادی کے لئے رکاوٹ قرار نہ دیں کیونکہ کوئی بھی شخص ہر لحاظ سے خوبصورت نہیں ہوتا۔ لھذا شریک سفر کی خوبصورتی کے معاملے میں اپنی توقعات کو اعتدال میں رکھیں۔:

مناسب شریک حیات کا انتخاب:

شادی کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے بعد اب اہم ترین مسئلہ، اچھے اور مناسب شریک حیات کے انتخاب کے معیارات کو اچھی طرح جاننا ضروری ہے۔

انتخاب شریک حیات کے معیارات اول

کسی شخص کی زندگی میں شریک سفر کا انتخاب زندگی کے اھم ترین مراحل میں سے ایک ہے۔ کیونکہ انسان کو آخر عمر تک اپنے انتخاب کے نتائج کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔ اسلام نے شریک حیات کے انتخاب میں چند بنیادی معیارات کی تاکید کی ہے۔

۱۔ کفو اور ہم مثل ہو: تعلیمات اسلامی میں شریک حیات کا انتخاب کفویت کی بنا پر کرنے کی تاکید کی ہے۔ لڑکا اور لڑکی خصوصیات میں تقریباً مشابہہ اور ایک جیسے ہونے چاہیئے۔ البتہ یہ شباہت اور کفویت بالخصوص ایمان میں ہونی چاہیئے اور شوہر و بیوی ایمان کے لحاظ سے ایک دوسرے کے کفو ہونے چاہیئے۔ (مجلسی، بحار الانوار، ص ۴۴)

۲۔ خوش اخلاق: ازدواجی زندگی کی بنیادیں، ھماھنگی، ھمکاری اور ایک دوسرے کو سمجھنے پر موقوف ہیں یہ خصوصیات اچھے اخلاق کے سائے میں ہی فراہم ہوسکتی ہیں۔ سعدی کہتا ہے۔ (بری بیوی دنیا میں ہی مرد کے لیئے جھنم کی مثال ہے) (سعدی، بوستان، ساتوان باب) البتہ برے مرد بھی اس شعر کا مصداق ہیں۔

: ۳۔ تندرستی: جسمانی اور روانی تندرستی نیز، مناسب شریک حیات کے لازم شرائط میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی بناپر اگر کوئی شخص کسی شدید جسمانی یا روانی بیماری میں مبتلا ہو تو ایسے شخص کو بعنوان شریک حیات انتخاب کرنا سے ہرگز ازدواج کے اصلی اھداف اور مقاصد کو تامین نہیں کر سکتا۔

جن صفات کا تذکرہ یہاں کیا ہے انکے علاوہ باقی تمام ملاک نسبی ہیں، اس جہت سے کہ انکو دوسرے ملاک و معیارات کے ذیل میں موردِ نظر قرار دیا جاسکتا ہے۔

دوم: مناسب ہمسر کو انتخاب کرنے کا ہنر

۱۔ خود کو جاننا، بہترین ہمسر کے انتخاب کا مقدمہ:

جب تک انسان خود کو نہ پہچانے، یہ تشخیص نہیں سے سکتا کہ کون اس کا کفو اور ہم مثال ہے۔ اسی بناپر ضروری ہے کہ پہلے انسان اپنی خاندانی، اعتقادی، اخلاقی اور جسمانی خصوصیات کو مشخص کرے۔ خود کو پہچاننے کے لیئے مختلف پہلوؤں پر پہلے خود غور و فکر کرے (نظریاتی، مذھبی، اخلاقیاتی، ظاہری، ثقافتی، اقتصادی، خاندانی، سیاسی، اجتماعی، تعلیمی سطح اور ذہانت کا معیار، ذاتی خصلتیں سلیقہ وغیرہ اور دوسروں کی رائے اور نظر کے ذریعے سے بھی ان جوابات کو جان سکتا ہے۔ خود شناسی کے وقت صداقت، انسان کو موقع فراہم کرتی ہے کہ اپنی چھپی ہوئی شخصیت کو بہتر طور پر پہچانے۔

۲۔ شادی کے لیئے مناسب فرد کی شناخت کے طریقے

شریک حیات کے انتخاب کے اہم ترین راستے یہ ہیں۔

۱۔ دقیق سوالات پر مبنی گفتگو۔

۲۔ رفتار و گفتار پر توجہ دے۔

۳۔ قریبی دوستوں، رشتیداروں اور پہچان والوں سے تحقیق کرے۔

۴۔ آگاہ اور درد دل رکھنے والے افراد سے مشورہ کرے گفتگو کے دوران ان امور کے بارے تحقیق کرے۔

۵۔ جسمانی خصوصیات (تندرستی، سابقہ جسمانی یا روانی بیماری، ظاہری خصوصیات، قد و قامت وغیرہ)

۶۔ نظریاتی خصوصیات (فکری، اعتقادات، نظریات، مذھبی، بصیرت)۔

۷۔ اخلاقی خصوصیات (مخصوص عادتیں، شہرت پرست یا باطن پرست)۔

۸۔ سمجھنے کی صلاحیت اور اس شادی کی بالنسبت گھر والوں کا نظریہ۔

۹۔ اقتصادی مسائل (نوکری، آمدنی، اخراجات، گھر، مالی حیثیت اور مصرودف وغیرہ)۔

۱۰۔ کسی خاص فرد کی نسبت لگاؤ یا حساسیت

اگر لڑکا یا لڑکی کسی چیز کی نسبت خاص حساسیت رکھتا رکھتی ہو اور طرف مقابل اس بارے میں اہمیت کا قائل نہ ہو تو وہاں مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ البتہ یہ توجہ رہے کہ بعض چیزیں جن سے شدید حساسیت یا لگاؤ نہ ہو، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وار شریک حیات کے ہمراہ مشترکہ زندگی گزارنے میں وہ حساسیت تبدیل ہو جاتی ہے۔

نتیجہِ بحث:

اب تک کی جانے والی بحث سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ انسان، ہوشمندی اور آگہی کے ذریعے سے معصیتِ خدا سے بچ کر، شادی کی صورت اپنے لئے بہترین اور خوشحال زندگی کے مواقع فراہم کر سکتا ہے۔ کیونکہ عاطفی ضرورت کی تکمیل انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اور فقط چند غیر اصلی معیارات کی خاطر شادی جیسے اہم فریضے کو تاخیر میں ڈالنا درست نہیں ہے۔

منابع

۱. ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی (۱۳۸۷) تحف العقول عن آل الرسول، تہران، بین الملل.
۲. احمدی، محمد رضا (۱۳۸۶) روابط دختر و پسر، قم، معرف
۳. افروز: غلامعلی (۱۳۹۱) تحصیلات و تفاوت ھای تحصیلی دو ازدواج، تہران، ساز متن نظام روانشناسی و مشاورہ جمہوری اسلامی ایران.
۴. بہایی، محمد بن حسین، (۱۳۸۴) منہاج النجاح فی ترجمہ مفتاح الفلاح، مصحح حسن زادہ آملی، تہران، حکمت.
۵. پایندہ، ابوالقاسم، (۱۳۸۲) نہج الفصاحہ، تہران، جاویدان.
۶. پی شولتز، دوان و سید آلن شولتز (۱۳۸۴) نظریہ ہای شخصیت، ترجمہ یحییٰ سید محمدی، تہران، نشرویرایش.
۷. سالاری فر و ہمکاران، (۱۳۸۹) بھداشت روانی با نگرش بہ منابع اسلامی، قم، پژوہشگاہ حوزہ و دانشگاہ.
۸. فرھمند و بختیاری۔ (۱۳۸۶) فیمینیسم و خانوادہ، واگردھای فمینیستی در ازدواج، تہران، روابط عمومی شورایی فرہنگی اجتماعی زنان.
۹. کی نیا، مہدی، (۱۳۶۹)، مبانی جرم شناسی، تہران، دانشگاہ تہران.
۱۰. متقی ہندی، علی بن حسام الدین، (۱۴۲۴) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، بیروت، دارالکتب علمیہ.
۱۱. مجلسی، محمد باقر (۱۱۱۰) بحار الانوار، بیروت، داراحیاء التراث العربی.